بسم اللہ الرحمن الرحیم
۱۳۵۵ھ
تصنیف لطیف و ترصیف منیف
ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیٰحضرت مولانا
مولوی حافظ قاری ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب
قادری رضوی

۷۸۶
۹۲

مسئلہ [illegible] آمدہ از محلہ زید دون متصل مسجد [illegible] شہر فتح پور [illegible] مولانا حافظ عبد السلام صاحب [illegible] برکاتی رضوی مجددی سلمہم اللہ تعالیٰ۔ دوشنبہ مبارکہ ۲۰ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے اہلسنت و مفتیان دین و ملت دامت افاداتہم و عمت ارشاداتہم اس مسئلے میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن و ناجی ہونے کے متعلق راجح و صحیح قول کیا ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے میں جو کچھ لکھا ہے اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس مسئلے میں جو کچھ لکھا ہے اوسکی بنا پر اون کا حکم شرعی کیا ہے بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ اللھم رب محمد صلی علیہ وسلما ○ وعلی ذویہ وصحبہ ابد الدھور وکرما ○ الحمد للہ الذی تعالی بلطفہ وکرمہ عن ان [illegible] نور حبیبہ المطہر النورانی ○ فی الموضع النجس الظلمانی ○ ونزہ بفضلہ ورحمتہ عن ان تدخل اصول رسولہ الرؤوف الرحیم العطوف الکریم فی العذاب النیرانی ○ وافضل الصلاۃ واکمل السلام ○ علی حبیبہ خیر الانام ○ الذی شمل دینہ الاسلام ○ اصولہ الکرام ○ وعلی آبائہ العظام وامہاتہ ذوات العز والاحترام ○ وآلہ واصحابہ ○ وابنہ الغوث الاعظم واحزابہ ○ وسراج امتہ الامام الاعظم واحبابہ ○ وامام اہل سنتہ المجدد الاعظم العالم بدینہ وکتابہ ○ وعلینا وعلی جمیع اخواننا واخواتنا من اہل سنتہ وجماعتہ المتادبین بتعظیمہ وآدابہ ○

بیشک اس مسئلے میں حق و صحیح و صدق نجیح و صواب رجیح یہی ہے کہ سیدنا عبد اللہ و سیدتنا آمنہ [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سیدنا آدم صفی اللہ و سیدتنا حوا ام البشر علیہ و علیہما الصلاۃ والسلام تک جن جن مقدس مردوں کے اصلاب طیبہ اور جن جن مبارک عورتوں کے ارحام طاہرہ میں حضور اقدس سید عالم روح مجسم و نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نور اقدس منتقل ہوتا رہا وہ سب کے سب بفضلہ تعالیٰ [illegible]

(۲)

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ماتا علی الایمان والعلامۃ القاری نفسہ قد ارتاب فی
صحۃ نسبتھا الی الکتاب حیث قال لعل مرام الامام علی تقدیر صحۃ ورودھا
الکلام الخ و القطع بھذہ مع اشتراکھما فی خلو النسخ المعتمدۃ عنھما مما یفضی
الی العجب یعنی اور اسی عبارت کے ساتھ ایک اور دوسری عبارت ہے جو اسی کی طرح بعض نسخوں میں پائی جاتی
ہے اور دوسرے نسخوں میں نہیں ہے اور وہ یہ عبارت ہے ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم
مات علی الایمان یعنی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایمان پر انتقال فرمایا اور خود علامہ علی
قاری کو اس بارے میں شک ہوگیا کہ فقہ اکبر شریف کی طرف اس عبارت کی نسبت صحیح ہے یا نہیں اسلئے کہ انھوں
نے فرمایا کہ اگر فقہ اکبر شریف میں اس عبارت کا ہونا صحیح فرض لیا جائے تو شاید امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد
یہ ہوگا (کیونکہ فقہ اکبر شریف کا متن اس تعیینہ مرضیہ دینیہ کے بیان سے بھی خالی نہ رہے) تو تعجب کی بات ہے کہ ملا
علی قاری نے یہ یقین کر لیا کہ وہ عبارت ووالدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ماتا علی الکفر
فقہ اکبر شریف کا ہے حالانکہ دونوں عبارتیں اس بات میں باہم ایک دوسری کی شریک ہیں کہ فقہ اکبر کے معتمد علیہ نسخے
ان دونوں عبارتوں سے خالی ہیں۔ مزا لیجئے اسی فقرے کے بعد یہ فقرہ ہے وابو طالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہٖ وسلم وابو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مات کافرا۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے
چچا اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ابو طالب کافر مرے۔ ادنیٰ تامل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے
کہ اگر حضور مجدد کو تسلیم کیا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہی ہوتا جو تحفیۃ گنگوہی نے لکھا تو امام اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح بیان فرماتے کہ ووالدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ماتا
علی الکفر ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مات علی الایمان وابو طالب
عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وابو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مات کافرا۔ اتنا حشو
شان امام کے خلاف اور حقیقت متن سے بعید ہے کلام یوں بھی ہو سکتا تھا کہ ووالدا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وابو طالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وابو علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ماتوا کافرین۔ بلکہ اس پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ اصلی عبارت یوں تھی کہ ووالدا رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ماماتا علی الکفر وماتا علی الایمان وابو طالب عمہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وابو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مات کافرا یعنی حضور اقدس صلی

الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی مشرکوں کافروں منافقوں کیلیے مغفرت مانگنے سے منع فرما دیا تو اس کے بعد پھر حضور اقدس کیا ہرگز
مومنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کسی مشرک کسی کافر کسی منافق کیلیے مغفرت ہرگز طلب نہیں فرما سکتے تو جب یہ بات تحقیق
کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اس ممانعت آلیہ کے بعد حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
نے حجۃ الوداع میں اپنی والدہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلیے مغفرت طلب کرنے کا اذن اپنے رب قدوس جل جلالہ
سے مانگا تو ان کا شرک کی پلیدی اور کفر کی گندگی سے پاک وطاہر ہونا ثابت ہو گیا۔ وللہ الحمد و بمنہ اما حققہ
العارف باللہ الشیخ عبد اللہ البسنوی الرومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی کتابہ المستطاب
مطالع النور السنی المنبئ عن طہارۃ نسب النبی العربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔
خامساً اقول اور یہ بھی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا اپنا خیال ہے کہ عبارت فقہ اکبر شریف میں ایمان تفصیلی
حاصل نہ ہونے کو کفر کہا گیا ہے۔ ورنہ حقیقۃً اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی یہ قول ہے تو ہرگز سید الابوین مکرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایمان تفصیلی کے بھی منافی نہیں
یا اور اگر ماتا کافرین فرمایا ہوتا کہ وہ دونوں کافر ہیں جیسا کہ ابو طالب کے حق میں مات کافراً فرمایا۔
او وہ کافر ہیں تو بیشک تناقض لازم آتا۔ خلاصہ یہ کہ ماتا علی الکفر میں مضاف محذوف ہے تقدیر
عبارت یوں ہے ماتا علی عہد الکفر یعنی وہ دونوں حضرات اس زمانہ میں دنیا سے تشریف لے گئے جبکہ کفر
پھیلا ہوا تھا۔ یہ ہے فقہ اکبر شریف کی طرف سے عبارت مذکورہ کا چوتھا جواب جس کو حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اپنی تعلیقات مبارکہ علی الدر المختار میں یوں ارشاد فرمایا وعلی التسلیم ان الامام قال ذلک
معناہ انہما ماتا فی زمن الکفر وھذا لا یقتضی اتصافھما بہ یعنی بالفرض اگر یہ تسلیم بھی
کر لیا جائے کہ حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماتا علی الکفر فرمایا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ ان دونوں
حضرات نے اس زمانے میں انتقال فرمایا کہ کفر پھیلا ہوا تھا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ دونوں حضرات خود
بھی معاذ اللہ کافر تھے۔ ثم اقول اور یہ بھی شاہ صاحب مرحوم کا اپنا مسلک ہے کہ اس مسئلے میں سکوت بہتر
ہے۔ ان کے نزدیک دلائل میں تعارض ہے نفی ایمان پر جو احادیث ظاہر دلالت کرتے ہیں ان سے یہ معنے
ذہن شریف میں نہیں آئے لاجرم سکوت اختیار فرمایا مگر ہم ہرگز سکوت گوارا نہیں کرتے ہمارے آقایان
نعمت حضرات علمائے اہلسنت جلت برکاتہم القدسیہ نے اس مسئلہ کو مبرہن ومدلل ثابت کر کے
دکھا دیا دلائل مخالف کے کافی شافی جوابات دیے لہذا ہم صراحۃً یہی مانتے ہیں اپنی کتب میں [illegible]

(۹)

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام و حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک یہ نور پاک جن جن مبارک مردوں کے اصلاب طیبہ میں اور جن مقدس عورتوں کے ارحام طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا وہ سب بفضل اللہ تعالیٰ و برحمتہ بنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مومن موحد صالح ناجی جنتی مفلح گزرے رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعا وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکرام وامہاتہ الکرائم وآبائہ الکرام وآلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم الی یوم القیام ولہذا حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حواشی در مختار میں فرماتے ہیں فیہ اساءۃ ادب والذی ینبغی اعتقاد حفظہما من الکفر یعنی ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ کافر کہنے میں توہین ہے اور جس بات کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کو کفر سے محفوظ رکھا۔ پھر آگے چل کر فرماتے ہیں وما فی الفقہ الاکبر من ان والدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم ماتا علی الکفر فمدسوس علی الامام یعنی اور وہ جو فقہ اکبر میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے والدین کفر پر مرے تو وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افترا کرکے ان کی عبارت میں ملا دیا گیا ہے

بالجملہ۔ فقیر کی اس تقریر پر غور کرنے کے بعد ثابت ہو جائے گا کہ گنگوہی و دیگر اعداء دین کے اذناب طریقہ کو اس بات کا ثبوت دینا تو محال ہے کہ معاذ اللہ حضرت امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے۔ کیونکہ عبارت ماتا علی الکفر فقہ اکبر شریف میں الحاقی ہے ہرگز امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا نہ فرمایا اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ عبارت فقہ اکبر شریف کی ہے تو اس میں سے ما نافیہ متروک ہے اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ فقہ اکبر شریف میں یہ عبارت اسی طرح ہے۔ تو اس کے معنے ہرگز وہ نہیں جو دیوبندیہ گنگوہی نے لیے۔ ہاں ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی شرح میں اگر وہ عبارت اونھیں کی ثابت ہو تو بیشک اس مسئلے میں بھی اون سے غلطی ہوئی ہے اور اونھوں نے تشدد سے کام لیا جو یقیناً غلط ہے مگر کوئی معصوم نہیں الا الانبیاء والملائکۃ علی سیدہم وعلیہم وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ولکل عالم ھفوۃ ولکل صارم نبوۃ۔ کسی عالم کا وہ قول جو دلائل شرعیہ کے مخالف ہو ہرگز قابل قبول [illegible] نہیں ہو سکتا لہٰذا اس مسئلے میں مجرد قول ملا علی قاری علیہ الرحمۃ ہمیں ہرگز حجت نہیں اونھوں نے جو کچھ اس مسئلے میں

لہ اس مسئلہ کی تفصیل جلیل و توضیح جمیل میں حضرت حامی سنیت ماحی بدعت مولانا الحاج الشاہ محمد ضیاء الدین صاحب قادری برکاتی رضوی ضیائی [illegible] ادام اللہ تعالیٰ بدوام علامہ ضیاء الدین و قطع بسیفہ [illegible] ضیاء الدین کا رسالہ مبارکہ مسمی بنام [illegible] التصریح المرکی فی اسلام ابوی المصطفی [illegible] ملاحظہ ہے

کرا ہمارے علمائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اوس کا شافی رد کیا اور اپنے علاوہ دلائل کثیرہ قویہ و
براہین متکاثرہ جلیہ سے تو ثابت کیا واللہ الحمد۔ تنبیہ نبیہ:۔ اگرچہ مسئلہ اون مسائل سے ہے جن کے قائل
یا منکر کسی کی تکفیر یا تضلیل یا تفسیق نہیں ہو سکتی لیکن شریر گنگوہی کا یہ قول چونکہ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلی آلہ وسلم کی عداوت سے ناشی ہے لہذا کفر واضح و ارتداد فاضح ہے۔ گنگوہی نے اپنے مہری دستخطی فتوے میں
جس کے فوٹو علمائے اہلسنت کے پاس ہیں صاف کہدیا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ
اللہ عزوجل جھوٹ بول چکا جس کی تائید مرتد دبھنگی مرتضیٰ حسن نے اپنے رسالہ ملعونہ اسکات المعتدی کے صفحہ ۳۴
پر کھلے لفظوں میں کی اسی گنگوہی نے براہین قاطعہ صفحہ ۲۶ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اردو زبان
میں دیوبندیوں ملعونوں کا شاگرد بتایا اسی گنگوہی نے براہین قاطعہ صفحہ ۹ پر فاتحے میں قرآن عظیم کی تلاوت کو وید پڑھنے
کے مشابہ لکھا اسی گنگوہی نے براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸ پر محفل میلاد مبارک کو کنھیا کا جنم بلکہ اوس سے بھی بدتر کہا اسی
گنگوہی نے فتاویٰ گنگوہیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۹ پر ہولی دیوالی کی پوری کچوری کو جائز اور فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم صفحہ
۱۰۸ پر حضرات امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کے شربت و دودھ پانی کو حرام ٹھہرایا اور فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم
صفحہ ۱۴۳ پر جادوگروں کے جادو اور بھانمتی کے تماشوں کو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے معجزوں سے بڑھ کر زیادہ کامل
قوی کہا اور براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام اور شیطان کیلئے وسعت علم کو قرآن و حدیث سے
ثابت اور حضور عالم ماکان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کیلئے وسعت علم ماننے کو قرآن و حدیث کے خلاف اور
شرک رب ایمانی لکھا۔ گنگوہی کے ان اقوال کفر و ضلال نے بتا دیا کہ اوس کا یہ قول بھی توہین سرکار رسالت اور حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی عداوت ہی پر مبنی ہے اوس کے اون اقوال ملعونہ سے ثابت ہوگیا کہ اوس ذلیل
نے بھی اوس کی نیت یہی تھی کہ دربار رسالت میں گالی بکے۔ یہ بات محتاج بیان نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی
آلہ وسلم کے واقعی حالات مبارکہ کو بھی بہ نیت توہین ذکر کرنا کفر ہے۔ شفائے امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں
یہ مسئلہ مصرح ہے مثلاً حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو توہین کی نیت سے علی کا خسر یا ابو طالب کا یتیم
یا بکریوں کا چرانے والا کہنا کفر و ارتداد ہے۔ فقیر کی اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ اس قول کی وجہ سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ
علیہ پر صرف نشانۂ غلط و کلام الزام ہے لیکن گنگوہی کے دوسرے اقوال سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کیساتھ
اوس کی عداوت ثابت ہو چکی اسلئے گنگوہی مرتد نے یہ قول بکر اپنے کفر میں ایک اور اضافہ کیا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ
کا مقصد ایک مسئلہ میں اپنا خیال ظاہر کرنا تھا جو اونکے نزدیک دلائل سے ثابت ہوا اگرچہ فی نفسہ وہ غلط و باطل
ہے لیکن گنگوہی کا مقصد تو سرکار رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ میں گالی بکنا تھا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ